North Asian International Research Journal of Multidisciplinary

IRJIF IMPACT FACTOR:7.001

ISSN: 2454-2326 Vol.11, Issue, 12 December-2025

Index Copernicus Value: 58.12 Indian Citation Index

NAIRJC A Peer Reviewed Refrred Journal

قرآن اور سائنس

ڈاکٹرمحمودالریاض

قرآن مجید اور سائنس میں ایک بنیادی تعلق یہ ہے کہ دونوں کائنات کی اشیاء کے متعلق اپنا نظریہ پیش کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ دونوں دلائل کی بنا پر کسی نظریہ کو پیش کرتے ہیں دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن اپنے ہر دعوے کے پیچھے ایک دلیل رکھتا اور سائنس بھی اپنی کسی خاص تحقیق کے پیچھے دلیل پیش کرتا ہے۔قرآن مجید اور سائنس کے درمیان بہت ہی قربت ہونے کے باوجود ان سے متعلق انسانوں کے نظریات کا الگ لاگ ہونا ایک اہم سوال ہے جسے ہم دونوں کے تقابلی مطالعہ کے ذریعہ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

آکسفرڈ ڈکشنری میں سائنس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

> "Knowledge about the structure and behavior of the natural and physical world"[i]

"قدرتی اور مادی (طبعی) دنیا کی ساخت اور اس کے رویوں کے بارے میں علم"

سائنس انگریزی زبان کا لفظ ہے جو لاطینی لفظ (Scientia) سے لیا گیا ہے جس کے معنی علم ،کے ہیں۔اس طرح لغوی معنی کے اعتبار سے اس کین تعریف میں شامل ہیں۔لیکن عملا یہ چند خاص علوم کے لئے جن میں سے بعض چند علوم مثلا نباتات،حیوانات،طب وغیرہ کہلاتے ہیں استعمال ہوتا ہے۔[1]

انسائکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں سائنس کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"Any of various intellectual activities concerned with the physical world and its phenomena and entailing unbiased observations and systematic experimentation. In general a Science involves a pursuit of knowledge covering general truths or the operations of fundamental laws[iiiii]

مختصرا ہم کہہ سکتے ہیں کہ آفاق وانفس میں چھپے مظاہر قدرت کا مشاہدہ کرنے کا نام سائنس ہے۔عمومی طور سائنسی طریق تحقیق (Scientific method)کے چار مراحل کہے جاتے ہیں :

1۔تجربہ (Experiment)

2۔مشاہدہ (Observation)

3۔اخذ نتائج (Inference)

4۔تنظیم نتائج (Systematization of inferences)

سائنسدانوں کا عقیدہ : عمومی طور سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ سائنسدانوں کا کوئی عقیدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی پوری تحقیق کا عمل واقعہ اور اس کی جستجو کا لا متناہی سلسلہ ہوتا ہے۔لیکن حقیقت یہ کہ سائنسدانوں کا بھی ایک عقیدہ ہوتا ہے جسے " کائینات کی وحدت" کہا جات ہے یعنی یہ ماننا کہ پوری کائنات ایک وحدت کے اندر متحرک ہے۔آج تک کی تمام سائنسی ترقیات کے پیچھے یہی عقیدہ متحرک نظر آتا ہے۔یہ عقیدہ قرآن مجید میں وارد حقیقت کائنات کے مطابق و موافق ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ۖ مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ"[iv]

(جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا
کئے۔تم رحمن کی تخلیق میں کوئی بے ربطی نہیں دیکھو گے۔پھر نگاہ دوڑاو،کیا
تمہیں کوئی خلل نظر آتا ہے؟)

قرآن مجید کی آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کائنات میں کوئی بے ظابطگی نہیں بلکہ یہ ایک زبر دست قانون کے تحط رواں دواں اور متحرک ہے ۔"وحدت کائنات "کے عقیدہ پر قائم ہونے کے باوجود اس حقیقت سے انکار نہین کیا جاسکتا کہ سائنسدانوں میں بہت سارے ایسے سائنسدان اس منظم کائنات کے پیچھے کسی خدا کا ہاتھ ماننے کے منکر ہیں۔وہ کائنات کے اس نظم ونسق کو کسی خدا کے کے برعکس ،فطرت (Nature)یا اتفاق (Fortuitous) کے ساتھ جوڑ کر اپنے کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔سائنسدانوں کا یہ طبقہ قرآن مجید کے نظریہ توحید سے براہ راست انحراف کرتا ہے اسے ہم

جدید طرز انحراف بھی کہہ سکتے ہیں اس لئے کہ قدیم دور کے انسان بھی کائنات کا ایک خالق ومالک تسلیم کرنے کے منکر نہیں تھے۔

سائنس کا قرآنی عقیدہ: قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جو انسانی زندگی کے لئے سراپا ہدایت ہے اس لئے اس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق تعلیمات اور احکام موجود ہیں۔قرآنی آیات کا ایک بڑا حصہ علم کائنات پر مشتمل ہے جسے ہم سائنس کا موضوع سمجھتے ہیں۔قرآن مجید میں اس حوالہ سے ارشاد ہے:

"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ"[v]

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات اور دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے"

اس جیسی اور بہت ساری آیات میں قرآن مجید آفاق و انفس کے اندر موجود نشان قدررت پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اس عمل کو ہم سائنس کے تمام شعبوں میں منقسم کر سکتے ہیں جیسے علم الافلاک (Astronomy) نباتات (Botony) علم الحیوانات (Zology) علم جغرافیہ (Geography) علم طبقات الارض (Geology) علم النفس(Psychology) علم الاجتماع (Sociology) اور علم الآثار وغیرہ۔

قرآن حکیم جگہ جگہ عقل استعمال کرنے پر ابھارتا ہے اور جو عقل سے کام نہیں لیتے انہیں جونوروں سے بدتر درجہ دیا جاتا ہے۔چناچہ قرآن مجید اس تعلق سے فرماتا ہے:

"الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۚ أُولَـٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَـٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ[vi]"

(جو بات غور سے سنتے ہیں اور اس کے بہترین پہلو کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت بخشی ہے اور یہی دانشمند ہیں۔)

قرآن مجید اس پورے تحقیقی عمل کا یہ فائدہ قرار دیتا ہے کہ انسان ہدایت پاجاے کہ جس اللہ نے اس وسیع کائنات کو پیدا کیا وہی اسے ختم بھی کر سکتا ہے۔جو اللہ بارش سے بنجر زمین کو زندہ کرتا ہے وہی بوسیدہ ہڈیوں سے انسان کو پھر سے زندہ کرکے اٹھا سکتا ہے۔لیکن قرآن حکیم غور وفکر کرنے والوں کو اس بات سے باخبر کرتا ہے کہ (اللہنورالسموات) "اللہ زمین وآسمان کا نور ہے"یعنی اسی نور کی روشنی میں کائنات کا مشاہدہ کیا جاے اس لئے اللہ پر ایمان کا نور جس دل میں موجود ہو وہ اس روشنی میں بالکل صاف نتیجہ حاصل کر سکتا ہے اور ایک اللہ پر ایمان نہ رکھنے والے محققین یا سائنسدانوں کی مثال ہم اس شخص سے دے سکتے ہیں جو اندھیری رات میں ایک بند کمرے میں موجود

چیزوں کو ٹٹولتا پھرے جس کمرے کا بلب پہلے سے بجھا دیا گیا کہ وہ اشیاء کو محسوس تو کر سکتا ہے مگر ان کا کھلی آنکھ سے مشاہدہ نہیں کر سکتے ہیں۔شاید مندر جہ ذیل آیت میں اسی روشنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:

"قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَا تُغْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَن قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ"[vii]

(ان سے کہو زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے آنکھیں کھول کر دیکھو ۔اور جو لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے ان کے لئے نشانیاں اور تنبیہ آخر کیوں مفید ہو سکتی ہیں۔)

معلوم ہوا کہ قرآم مجید کائنات کی وحدت کو اس دلیل کے طور پیش کرتا ہے کہ اس کے پیچھے ایک قادر مطلق ہستی کا ہاتھ ہے

جو ہر وقت ایک ایک ذرے سے باخبر رہتا ہے۔مصر کے مفسر قرآن سید قطب سورۃ بقرۃ کی آیت 189 "یسئلونک عن الاھلۃ۔قل ھی مواقیت للناس والحج "(لوگ آپ سے چاند کی گھٹی بڑھتی صورتوں کے متعلق پوچھتے ہیں،کہو یہ لوگوں کے لئے تاریخون کی تعین اور حج کی علامت ہیں)کی تفسیر میں اچھی طرح واضح کرتے ہیں کہ اسلام فقط علم کا قائل ہی نہیں بلکہ اسے عملی زندگی سے جوڑنے سے بھی دلچسپی رکھتا ہے۔چناچہ وہ لکھتے ہیں کہ روایات میں آیا ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحاب نے آپ سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق پوچھا کہ چاند کس لئے بنا ہے تو آپ ﷺ نے آیت کی روشنی میں انکو جواب دیا کہ اس کا مقصد کیا ہے ا س کا مقصد حج وغیرہ میں تاریخوں کا تعین کرنا ہے نہ کہ کوئی سائنسی تحقیق شروع کردی۔

اللہ کی رسول ﷺ

کے اس جواب سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپﷺ نے یہاں کائنات کے اشیاء کے اصل مقصد تخلیق کی طرف اپنے اصحاب کو توجہ دلائی ورنہ قرآن پاک کی بہت ساری آیات براہ راست کائنات کے سائنسی مطالعہ پر ابھارتی ہیں۔لیکن صاحب قرآن حضرت محمدﷺ نے اس کے ساتھ اصل مقصد کو اوجھل ہونے نہیں دیا۔مختصرا یہ کہ قرآن مجید صرف علم نظری پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ عملی زندگی سے تعلق رکھنے والی چیزوں کی طرف توجہ دلاتا ہے اس لئے قرآن کی نظر میں ایک محقق کی پوری سائنسی تحقیق کے باوجود اس کے سامنے مقصد زندگی واضح نہ ہو تواس کی پوری تحقیق اسے وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتی جو اسے قرآنی تصور علم کائنات پہنچا سکتا ہے۔قرآن سب سے زیادہ اس پہلو پر انسانوں کو ابھارتا ہے کہ وہ اس چیز پر غور کریں کہ کائنات کا مقصد وجود کیا ہے ۔ اس طرح قرنی تصور علم میں روشنی میں انسان کی تحقیق کا حاصل یہ کہ اس نے اس کے ذریعہ اپنی عملی زندگی کو کتنا کامیاب بنایا ،دوسرے الفاظ میں اس نے اس کے ذریعہ سے زندگی کے تعلق سے

کتنے حقائق کو پہچان لیاقرآن اور سایئنس کے تعلق سےہمارے سامنے یہ حقیقت کھل کر سامنے آئے کہ قرآن انسان کو کائنات کے تعلق سے اس میں چھپے گہرے رازوں تک رسائی حاصل کرنی کی طرف ابھارتا ہے اور اس عمل کو ایک قابل تحسین عمل قرار دیتا ہے اور ان محققین کو دوسرے انسانوں کے مقابلے میں اعلی قرار دیتا ہے،مگر کائنات کی اس تحقیق کا حاصل وہ دوسرے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مالک کائنات کو پہچاننے کا ذریعہ قرار دیتا ہے ۔

قرآن اور سائنس کے تعلق سے ایک اہم سوال یہ ہے کہ دونوں کے علم کی کیا نوعیت ہے ۔دونوں کے کائنات کے تعلق سے علمی حقائق بیان کرنے کا کیا انداز ہے؟اس تعلق سے قرآن مجید کی سورۃ انبیاء آیت 30 ملاحظہ ہو:

"أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ"[viii]

(کیا وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا غور نہیں کرتے کہ زمین اورآسمان باہم ملے ہوے تھے پھر ہم نے انہیں الگ کیا اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ۔)

قرآن مجید کی اس آیت پر غور کرنے سے اس سوال کا ہمیں بھرپور جواب ملتا ہے کہ قرآن اور سائنس میں کائنات کے علمی حقائق کے تعلق سے کیا حدود ہیں۔ مذکورہ بالا آیت پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ قرآن مجید صرف اتنا کہتا ہے کہ زمین و آسمان ایک تھے اور اللہ نے انہیں الگ کیا ۔اس مسئلہ میں سائنس کی دنیا میں "Big Bang theory" کا نظریہ جسے 1927 میں بیلجین سائنٹسٹ "Georges Lemature" نے پیش کیا تھا ء میں پہلی بار ایک بنیادی نظریہ کے طور پر تسلیم کیاگیا جس کے مطابق سورج میں ایک دھماکے کے نتیجہ میں زمین اور آسمان بلکہ سارے سیاروں اور ستاروں کے بکھر جانے کا نظریہ قائم کیا گیا ہے۔واضح رہے یہاں پر قرآن اور سائنس کے نظریہ میں کوئی ٹکراو نہیں ہے بلکہ کسی حد تک دونوں قریب ہی معلوم ہوتے ہیں۔قرآن صرف اس بات پر اکتفاء کرتا ہے کہ زمین اور آسمان الگ کئے گئے اور کس طرح کئے گئے اس تعلق سے خاموش لگ رہا ہے۔دوسری طرف سائنس ایک واقع کے تناظر میں اس تعلق سے بات کرتا ہے۔یہاں قرآن اور سائنس کے تعلق سے ایک اہم حقیقت کی طرف ہماری رسائی ہوتی ہے کہ قرآن کا ایک آسمانی کتاب ہونے کی حیثیت سے اس کتا ب کا کائنات کے تعلق سے کسی مسئلہ میں نظریہ پیش کرنا اصل ہے اور یہ کسوٹی بھی ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید چودہ سو سال پہلے جیسا نازل ہوا تھا آج بھی ویسا ہی ہے،اس کا نظریہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا برعکس اس کے سائنس کی تحقیق کے نتیجہ میں قائم کئے گئے بہت سارے نظریات آج تک تبدیل ہوتے رہے ہیں۔آج "Big Bang Theory" کا قران مجید کے نظریہ سے ٹکرانے کے بجائے بظاہر قریب ہونا صحیح معلوم ہوتا ہے اور یہ

صحیح بھی ہوسکتا ہے مگر کل سائنس کا نظریہ تبدیل ہونے کے موقع پرقرآن ہی اصل ہوگا اوراس وقت بھی سائنس کے نظریہ کا قرآن مجید کے ساتھ تقابلی مطالعہ کی روشنی میں ہی اس کے قرآن سے قریب یا متصادم ہونا بیان کیا جاے گا۔مشہور فرانسیسی سائینٹسٹ مورس بوکائی بھی قرآن مجید کی سورۃ انبیاء کی مذکورہ آیت کے اس ٹکڑے "وجعلنا من الماء کل شئی"(اور ہم نے ہر چیز پانی سے پیدا کی) کے متعلق کہتے ہیں کہ ایسی بے شمار مثالیں ہیں جنہیں قرآن مجید پہلے بیان کر چکا ہے لیکن ابھی تک سائنسدانوں نے اس کی حقیقت کو نہین سمجھا ہے،بوکائی لکھتے ہیں:

> "An example of this is the statement in the Quran that life of equatic origin and another is that somewhere in the universe there are earths similar to our own".[ix]

(اس کی ایک مثال قرآن مجید کا یہ بیان ہے کہ زندگی می ابتداء آبی (پانی سے متعلق)ہے،اور دوسری مثال یہ تصور ہے کہ کائنات میں کہیں ہماری زمین جیسی دوسری زمینیں بھی موجود ہیں)

زندگی کے پانی سے شروع کرنے کے تعلق سے قرآن کا یہ بیان بھی اس تصور کو کھل کر سامنے لاتا ہے کہ قرآن زندگی کے تعلق سے بہت سارے حقائق کا اپنے ایک خاص اسلوب سے بیان کرتا ہے۔انسان اپنے اندر موجود جستجو کے ذریعہ حقائق کو تلاش کریں ،یہ اس کا کام ہےقران اور سائنس کے تعلق سے ان حدود کو سمجھنے سے ہمارے سامنے قرآن اور سائنس کے تعلق کو سمجھنے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

حوالہ جات

[i]Oxford Advanced Learner's Dictionary, edited by Sally Wehmeir,Oxforf University press, Great Clarendon Street, Oxford ,p:1142

[ii]اردو انسائکلوپیڈیا جلددوم

[iii]-The New Encyclopedia of Britanica,Vol;10.

[iv] القرآن:سورۃ لملک:3

[v]۔القرآن،سورۃ آلعمران:190

[vi]۔ القرآن سورۃ الزمر:18

[vii]۔القرآن سورۃ یونس:101

[viii]۔القرآن سورۃ انبیاء:30

[ix]The Quran and Modern Science, Maurice Bucaille, p: 6.